نام کتاب	:	بن کے رہا پاکستان۔
مصنف	:	سید صلاح الدین اسلم
صفحات	:	۳۷۰
قیمت	:	۳۵۰ روپے
ناشر	:	گل پبلشرز، مکان نمبر ۱۰، گلی نمبر ۴۳، سیکٹر جی ایٹ ٹو۔
	:	اسلام آباد۔
تبصرہ نگار	:	سید مزمل حسین ☆

"جب میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کی تلاش میں مختلف شہروں کا دورہ کر رہا تھا، اکثر ایسا ہوا کہ پہنچا تو صحیح پتے پر مگر جب دروازے پر دستک دی تو معلوم ہوا کہ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکاں اپنی بڑھا گئے۔ جانے والے تو اپنے وقت پر گئے، میں ہی دیر سے پہنچا، نہ جانے کتنے ہی اہم واقعات تاریخ کا حصہ بننے سے رہ گئے۔ ہم اپنا معیار زندگی بلند کرنے میں اتنا مصروف رہے کہ ان کی طرف توجہ ہی نہ دے سکے جنھوں نے یہ حسین ملک بنا کر ہمارے حوالے کیا۔"

زیر نظر کتاب کا یہ اقتباس کتاب کے مقاصد کو وضاحت کے ساتھ پیش کر رہا ہے:

سید صلاح الدین اسلم خود تحریک پاکستان میں شامل رہے ہیں اور انہیں تحریک کے قائدین کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ پاکستان بننے کے بعد مادہ پرستی اور لالچ کا راج قائم ہو گیا اور لوگوں نے پاکستان بنانے والوں کو بھلا دیا۔ صلاح الدین اسلم نے دیر آید درست آید کے مصداق ہی سہی، اپنی اس کتاب میں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں کی یادداشتیں محفوظ کر لی ہیں۔ اس کے لئے تحریک سینیٹر فصیح اقبال نے کی اور ....

تین سال کی مسلسل محنت اور شہر شہر، قریہ قریہ کے سفر کے بعد مصنف نے تحریک پاکستان کی ممتاز شخصیات، جن میں مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر احمد انصاری، سردار عبدالرب نشتر، سید مظہر رشید، میاں محمد شفیع (م ش)، مولانا اسماعیل ذبیح، قاضی اکبر، لیاقت علی خان اور

☆ آفیسر تعلقات عامہ بین الاقوامی، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

قائداعظم محمد علی جناح شامل ہیں' کے بارے میں نہایت قیمتی معلومات جمع کر دی ہیں۔ یہ کتاب چالیس شخصیات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

کتاب کی ابتداء میں مصنف نے گاندھی ' نہرو' مولانا ابو الکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی' علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کے تحریک پاکستان کے زمانے کے رول پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ یہ حصہ خاصا چشم کشا ہے۔

مصنف نے علماء کرام کے پاکستان کی مخالفت اور حمایت میں کام کرنے والے گروہوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ان واقعات کا بھی ذکر کیا ہے' جب مسلم لیگ نے کانگریسی علماء کا توڑ کرنے کیلئے جمعیت علمائے اسلام قائم کی تھی' اس سلسلے میں مولانا ظفر احمد انصاری نے اہم کردار ادا کیا تھا اور مولانا ظفر احمد عثمانی تنظیم کے پہلے صدر منتخب ہوئے تھے۔

مصنف نے اپنی اس کتاب میں بتایا ہے کہ اس زمانے میں بے سروسامانی تھی' مادی وسائل کانگریس کے پاس تھے اور مسلمانوں کے پاس محض اخلاص اور مخلص قیادت تھی۔ کتاب میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کی یادداشتوں کی مدد سے مصنف نے یہ حقیقت ثابت کی ہے کہ اخلاص اور بے لوث محنت کے باعث ناممکن کو ممکن بنا دیا گیا۔

پاکستان بننے کے پس منظر میں بلاشبہ سیاسی عوامل کا دخل ہوگا' لیکن یہ بات واضح ہے کہ قائداعظم کے ارادے' ولولے اور مستقل مزاجی کا اس ضمن میں نہایت اہم حصہ تھا۔ تحریک پاکستان کے کارکنوں کی مدد سے صلاح الدین اسلم نے قائداعظم کی زندگی کے اس پہلو کو نہایت کامیابی سے اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اگرچہ قائداعظم انگریزی بولتے تھے' لیکن لوگ ان کی بات کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ خود مسلم لیگ کے لیڈروں کیلئے قائداعظم کی زندگی ایک مشعل راہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ نے سات سال کے مختصر سے عرصے میں خواب کو حقیقت کا روپ دیدیا۔ اس میں قائداعظم کی ولولہ انگیز شخصیت کا بہت حد تک عمل دخل تھا۔

تحریک پاکستان میں کس طرح کے لوگ شامل تھے' ان میں سے بطور مثال مولانا حسرت موہانی کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مصنف نے مولانا کی جیل کی زندگی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: "ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں مولانا کی شخصیت منفرد ہے۔ کسی اور میں اتنی متضاد خوبیاں اکٹھی نظر نہیں آئیں' جتنی مولانا میں جمع ہو گئی تھیں۔ جیل تو بہت سے

لیڈر گئے، لیکن اے کلاس کی سہولتوں کے ساتھ White Jasamine چائے پی کر جیل میں غبار خاطر لکھنا اور بات ہے اور بغیر سحری کے روزہ رکھ کر چکی پیس پیس کر شاعری کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنا اور ہے" صلاح الدین اسلم نے کتاب میں مولانا حسرت کے کچھ اشعار بھی نقل کیئے ہیں جن میں سے صرف دو نذر قارئین ہیں۔

ہے مشق سخن جاری، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

مصنف نے مولانا ظفر احمد انصاری کے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد کے کردار کو آئندہ نسلوں کیلئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے مولانا کی زندگی کو قریب سے دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ اخلاص کا پیکر تھے۔ قیام پاکستان کے بعد دستور پاکستان کی تدوین میں مولانا انصاری کے کردار کو بھی مصنف نے نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد مولانا انصاری کو مختلف حکومتوں نے رام کرنا چاہا، لیکن سب کو مایوسی ہوئی۔

خواتین کا کردار تحریک پاکستان میں یقیناً بہت اچھا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے اس کردار کو نبھاتے ہوئے خواتین کو منظم کیا۔ مصنف نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کے علاوہ پروفیسر بیگم سردار حیدر جعفری، جمیلہ شریف اور دیگر کئی خواتین کا ذکر بھی کتاب میں ہے۔

"تصویریں بولتی ہیں" اس پر عمل کرتے ہوئے مصنف نے اپنے پاس موجود تصویروں کے ذخیرے کو بھی شامل اشاعت کیا ہے، اور نئی نسل تک امانت منتقل کر دی ہے۔

قائداعظم نے تحریک پاکستان کے زمانے میں مختلف علاقوں کے دورے کیئے، مصنف نے انہیں بھی زیر بحث لایا ہے اور تحریک پاکستان کے کارکنوں کی یادداشتوں کے سہارے ان کی کامیاب منظر کشی کی ہے۔

کشمیر۔ قائداعظم کو کشمیر سے بے پناہ محبت تھی۔ اس کا اظہار ان کی مختلف تقریروں میں

ہوا۔ خود قائداعظمؒ بھی کئی بار کشمیر تشریف لے گئے۔ لیکن مصنف نے کتاب میں کشمیر کے حوالے سے قائداعظمؒ کی زندگی کے پہلو پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ صرف میاں حیات بخش کے تذکرے میں ۴۴ء میں قائداعظم کی کشمیر سے واپسی کا ہلکا سا تذکرہ کیا ہے حالانکہ جب قائداعظمؒ سری نگر گئے' تو ایک نوجوان کی تقریر سے اتنا متاثر ہوئے کہ اسے تعلیم چھڑوا کر ساتھ لے آئے۔ اور اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ یہ نوجوان کے ایچ خورشید تھے ۔ جنھوں نے قائداعظمؒ کے حکم پر اپنے ماں باپ اور وطن سے دور رہ کر تحریک پاکستان میں کردار ادا کیا۔ یہ بات باعث تعجب ہے کہ تحریک پاکستان کے کارکنوں کی یادداشتیں تحریر کرتے وقت مصنف کی نظر کے ایچ خورشید پر کیوں نہیں پڑی؟ تحریک پاکستان کے آخری تین چار سالوں میں قائداعظم کے راز کے ایچ خورشید نے ہی تو محفوظ رکھے تھے۔ (اب کے ایچ خورشید بھی وفات پا چکے ہیں)

خوبصورت جلد بندی اور بہترین کاغذ پر چھپنے والی یہ کتاب بلاشبہ تحریک پاکستان کے ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے' لیکن کتاب کی ان صوری خوبیوں کو جابجا کتابت اور املاء کی غلطیوں نے گہنا دیا ہے۔ کئی جگہ زبان و بیان کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ بعض مقامات پر اشعار کی کتابت میں اتنی سنگین غلطیاں ہیں کہ پڑھنا محال ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر صفحہ نمبر ۲۱ پر علامہ اقبالؒ کے مشہور شعر۔

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں بوالعجبی است

کی کتابت کچھ یوں ہے "عجم ہنوز نہ داند ☆ رموز دیں ورنہ ز دیوبند حسین احمد این چہ بوا العجیت ۔ اس سے قارئین بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اشعار کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟ کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے' اگر عام کاغذ استعمال کیا جاتا تو قیمت کم ہو سکتی تھی۔

امید ہے کہ مصنف آیندہ اشاعت میں ان امور پر لازماً توجہ دیں گے۔